سوال

(03) نہری زمین پر عشر ہے نصف عشر۔

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا نہری زمین پر عشر ہے یا نصف عشر؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

آج ایک چھوٹا سا رسالہ، مسئلہ عشر کی تحقیق، نظر سے گذرا، تحریر میں شوخی اور گستاخی کا رنگ غالب ہے، اور زبان بھی ایسی استعمال کی گئی ہے جو ایک عالم دین کے شایان شان نہیں، انداز تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا مرتب نہ صرف شوخ اور گستاخ ہے بلکہ علوم دینیہ سے کل واقف نہیں، اس رسالہ میں سب سے زیادہ زور اس بات پر دیا گیا ہے کہ حدیث میں ہے :

((فیما سقت السماء والانهار والعیون او کان بعلا العشر وفیما سقی بالسوانی او النضح نصف العشر)) (ابو داوٗد وجلد ۱)

''یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : جو زمین بارش، اور نہروں اور چشموں کے پانی سے سیراب ہو، یا نمناک زمین ہو اس کی پیداوار میں دسواں حصہ ہے اور جو مویشیوں کے ذریعے کنوؤں سے پانی نکال کر سیراب کیا جائے اس کی پیدوار میں بیسواں حصہ ہے۔''

مولوی صاحب موصوف نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ اس میںنہری زمین میں عشر ہے، لہذا موجودہ نہری زمین کی پیداوار میں بھی عشر ہے، لیکن مولوی صاحب موصوف کا استدلال مسئلہ حدیث کی منشاء کے خلاف ہے۔

حدیث میں اس زمین پر عشر مقرر کیا گیا ہے جس کو سیراب کرنے میں انسان کسی مونث و مشقت کا محتاج نہیں ہوتا اور جس زمین میں نصف عشر بیان کیا گیا ہے، اس سے وہ زمین مراد ہے جس کو سیراب کرنے میں انسان کو موٗنت و مشقت برداشت کرنی پڑتی ہو، مرعات شرح مشکوٰۃ میں ہے :

((والعیون ای الانهار الجاریة التی یستقی منها باساحة الماء من دون اختراف بآلة والمراد ما لا یحتاج فی سقیه الی موٗنة))

''یعنی چشموں سے وہ جاری نہریں مراد ہیں کہ ان نہروں سے پانی بہنے سے زمین سیراب ہوتی ہے، (سوائے کسی آلہ کے اس سے زمین سیراب کی جائے اور اس سے مراد وہ زمین ہے کہ اس کو سیراب کرنے میں موٗنت و مشقت برداشت نہ کرنا پڑے۔''

موجودہ نہریں ان نہروں کی طرح نہیں ہیں جن کا ذکر حدیث میں ہے، جہاں تک نہریں کھودنے اور زمین تک پانی لانے کا تعلق ہے، موجودہ نہریں ان نہروں کی طرح ہو سکتی ہیں۔ جن کا ذکر حدیث میںہے، مگر اس لحاظ سے ضرور فرق ہے، کہ حدیث میں جن چشموں اور نہروں کا بیان ہے ان کے پانی کی قیمت ادا نہیں کرنی پڑتی تھی مگر موجودہ نہروں کے پانی لینے کے لیے اس کی قیمت ادا کرنی پڑتی ہے، جو یقیناً ایک مشقت اور موٗنٹ ہے، اس لیے موجودہ نہروں سے سیراب شدہ زمین کی پیداوار میں عشر نہیں، بلکہ نصف عشر ہے۔

موٗنت اور عدم موٗنت کے اصول کو حدیث میں بیان کر دیا ہے مگر مولوی صاحب اس اصول سے بے خبر اور ناآشنا ہیں، اور انہوں نے اسی بے خبری کی وجہ سے چند بے ربط

سوالات لکھ کران کے جوابات کا مطالبہ کیا ہے، چنانچہ ایک سوال یہ بھی ہے کہ :
اگرمالیہ اور آبیانہ کی وجہ سے نہری میں بیسواں حصہ یعنی نصف عشر ہے تو پھر چاہی میں بیسویں سے کم ہونا چاہیے کیونکہ اگرچہ اس میں آبیانہ نہیں، لیکن سرکاری مالیہ توضرور ادا کرنا پڑتا ہے۔ لہٰذا مالیہ کا خرچ نکال کرباقی سے بیسواں حصہ دینا چاہیے۔
آنحضرت ﷺ کے وقت مالییہ کا خرچ بھی نہیں پڑتا تھا۔ حالانکہ ان قیاس کرنے والوں میں سے کوئی بھی اس کا قائل نہیں۔
اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ خرچ وغیرہ نکال کرباقی سے عشرلینا کوئی مسئلہ نہیں۔ حالانکہ جس کتاب مرعات کا حوالہ دیا گیا ہے اسی میں ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے عبداللہ بن ابی عوف رضی اللہ عنہ عامل فلسطین کی طرف لکھا ہے جوزمین قبضہ میں ہے ان میں جذیہ لیں باقی پیداوار میں سے عشر لیا جائے، دیکھئے خرچ وغیرہ نکال کرباقی میں عشرلینے کا مسئلہ واضح طور پر موجود ہے۔
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف رسالہ نے مرعات کا مطالعہ نہیں کیا، ایسے لوگوں کی خدمت میں عرض ہے، کہ وہ اشاعت سے پہلے اپنی تحریراپنے اساتذہ کو دکھالیا کریں تاکہ غلطی کا شاہکارنہ ہوں۔
اس مسئلہ پر مفتی زماں حضرت العلام مولانا حافظ عبداللہ محدث روپڑی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک فتویٰ شائع کیا جاتا ہے،تاکہ عوام الناس کے سامنے مسئلہ کی اصل صورت واضح ہوجائے، اورکوئی شخص اس رسالہ کوپڑھ کرکسی غلط فہمی میں بتلانہ ہو۔ (حافظ عبدالقادر روپڑی)
بخدمت شریف جناب مولانا حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!
خیریت فیما بین نیک مطلوب! کے بعد واضح ہوکہ آپ نے تنظیم اہل حدیث جلد اول نمبر ۱۵، مؤرخہ ۲جمادی الاول ۵۱ء مطابق یکم اکتوبر ۳۲ء میں نہری زمین میں زکوۃ نصف عشر لکھی ہے، حالانکہ حدیث شریف میں ہے : ((وما سقی بالانھار نفیہ العشر)) ''یعنی جوکھیتی نہروں کے پانی سے کی جائے اس میں عشر ہے۔''
اورحافظ عبداللہ صاحب غازی پوری کا ایک فتویٰ بھی بندہ کے پاس ہے، اس میں انہوں نے بھی عشر ہی لکھا ہے، بعینہٖ نقل ہے۔

[فتاویٰ علمائے حدیث]

جلد14،